Fikr-o-Nasar (Islamabad) 13:7 (1976)

حکومتِ پنجاب کے محکمہ تعلیم، محکمہ بلدیات و سماجی بہبود کے
تعلیمی اداروں اور بلدیاتی لائبریریوں کے لئے منظور شدہ۔

ماہنامہ **فکر و نظر** اسلام آباد

جلد ۱۳ | محرم الحرام ۱۳۹۶ھ ○ جنوری ۱۹۷۶ء | شمارہ ۷

مشمولات

نظرات	: مدیر	۵۳۷
اسلام میں حزب اختلاف کا تصور	: ڈاکٹر احمد حسن	۵۴۲
اردو شاعری اور تصوف	: ڈاکٹر غلام مصطفٰے خان	۵۵۷
پروفیسر مولوی محمد شفیع کا کتب خانہ	: ڈاکٹر بشیر حسین	۵۷۵
شیخ صاوی علی شعلان کلامِ اقبال کے ایک عرب ترجمان	: محمود احمد غازی	۵۸۸
سمتِ قبلہ کا تعین (سورج کے سایے کی مدد سے)	: سیّد صمد حسین رضوی	۵۹۷
امورِ عالمِ اسلام	: محمود احمد غازی	۶۱۴
تعارف و تبصرہ		۶۱۷
تذکرہ مصنّفین درس نظامی	: ڈاکٹر محمد خالد مسعود	

© Dr Muhammad Hamidullah Library, IIU, Islamabad. http://iri.iiu.edu.pk/

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نظرات

جہیز — ایک معاشرتی برائی

پچھلے نومبر کی آخری تاریخوں میں جہیز پر پابندی عائد کرنے کے لئے ایک بل قومی اسمبلی میں پیش کیا گیا۔ یہ بل مذہبی امور کے وفاقی وزیر مولانا کوثر نیازی نے پیش کیا اور ان اسباب پر ایک مدلّل تقریر کی جو بل کے موجبات ہیں۔ اسی طرح بل کی غرض و غایت پر بھی تفصیل سے روشنی ڈالی۔ ان قباحتوں کا بھی ذکر کیا جو جہیز کی رسم سے معاشرہ میں پیدا ہو رہی ہیں۔ اس کے علاوہ انھوں نے شرعی نقطۂ نظر سے بھی جہیز کی حیثیت کا جائزہ لیا اور ان غلط فہمیوں کا بھی ازالہ کیا جو عوام میں جہیز کی نسبت پائی جاتی ہیں۔ وزارتِ مذہبی امور کے وزیر صاحب نے اس بل کی حمایت میں جو دلائل پیش کئے ہیں ان میں خاصا وزن ہے۔ بل مختصر بحث کے بعد سیلیکٹ کمیٹی کے سپرد کر دیا گیا ہے جو ایک ماہ کی مدت میں اس کے مختلف پہلوؤں پر غور و خوض کرنے کے بعد اپنی سفارشات پیش کرے گی۔ ہمیں یقین ہے کہ سیلیکٹ کمیٹی کے معزز ارکان بل پر غور کرتے وقت ان محرکات کو سامنے رکھیں گے جو اس کو پیش کرنے کا باعث ہوئے ہیں۔

اس سے کسی کو اختلاف نہیں ہو سکتا کہ جہیز ایک معاشرتی برائی ہے اور اپنی موجودہ ہیئت میں قابلِ اصلاح ہے۔ یہی اس بل کا مقصد ہے۔ بل میں یہ کہیں نہیں کہا گیا کہ جہیز قطعاً ناجائز اور حرام ہے اس لئے اس کا لینا دینا کلیتہً ممنوع قرار دیا جائے۔ بل میں جہیز کی فقط ایک حد مقرر کر دینے کی سفارش کی گئی ہے تاکہ ان خرابیوں کا سدّباب ہو سکے۔ جو اس غیر ضروری رسم کو لازم کر لینے سے پیدا ہوتی ہے۔ یہ خالصتہً ایک معاشرتی مسئلہ ہے۔ اس پر بحث اور گفتگو کے دوران شریعت کو بیچ میں لانا ایک بے معنی سی بات ہے۔ شریعت اگر اس سے منع نہیں کرتی تو اس کو فرض واجب

اور مستحب بھی نہیں بتاتی۔

جہیز کی رسم نے معاشرے میں جو مفاسد پیدا کئے ہیں ان کو نظر میں رکھتے ہوئے کوئی ذی ہوش انسان اس کو بلا روک ٹوک جاری رہنے دینے کی حمایت نہیں کرے گا۔ وہ مفاسد کیا ہیں؟ یہ کوئی سربستہ راز نہیں جس سے پردہ اٹھانے کی ضرورت ہو۔ آج گھر گھر ان کا چرچا ہے۔ جگہ جگہ ان کی دہائی ہے۔ غرباء اور مساکین کو چھوڑیئے۔ اچھے خاصے متوسط طبقے کے لوگ اور کھاتے پیتے گھرانے اس رسم کی چیرہ دستیوں کے شاکی نظر آئیں گے۔ شرفاء کا وہ طبقہ بطور خاص اس کا شکار ہے جو شرافت اور وضعداری کی دیرینہ روایات کو سینے سے لگائے ہوئے ہے اور زمانے کی غلط روش کو اپنانے کے لئے تیار نہیں۔

جہیز ان معاشرتی برائیوں میں سے ہے جو پیدا تو امراء اور خواص میں ہوتی ہیں مگر ان کا خمیازہ غرباء اور عوام کو بھگتنا پڑتا ہے۔ ایک ایسے ملک میں جس کی اکثریت غریب ہو اس قسم کی برائی کو پھلنے پھولنے کا موقع دینا عوام کے مسائل سے چشم پوشی کے مترادف ہوگا۔ ایک عوامی حکومت کا یہ اولین فرض ہے کہ وہ عوامی مسائل کی طرف توجہ دے اور رفاہِ عام کے کاموں میں دلچسپی لے۔ وزارتِ مذہبی امور کے وفاقی وزیر مولانا کوثر نیازی نے قومی اسمبلی میں جہیز پر پابندی کا بل پیش کرکے اپنے فرائض منصبی میں سے ایک اہم فریضہ ادا کیا ہے جس کے لئے وہ قوم کی طرف سے شکریے کے مستحق ہیں۔

بیرونِ ملک تبلیغی مقاصد کے لئے رقم کی منظوری

مذہبی امور کے وفاقی وزیر مولانا کوثر نیازی نے گزشتہ دنوں سینیٹ کے ایک اجلاس میں بتایا کہ حکومتِ پاکستان نے بیرونِ ملک اسلام کی تبلیغ کے لئے ۲۱ لاکھ سے زیادہ کی رقم منظور کی ہے۔ تبلیغی مقاصد کے لئے مختص کی گئی یہ رقم زرمبادلہ کی صورت میں دی جائے گی۔ پاکستان ایک اسلامی ملک ہے۔ یہاں کی اکثریت اسلام کی حلقہ بگوش ہے۔ پاکستانی معاشرہ بنیادی طور پر دینی معاشرہ ہے۔ یہاں کے عوام اپنے دینی رجحانات اور ملّی احساسات کی بدولت ایک امتیازی حیثیت رکھتے ہیں۔ ایک مسلمان معاشرے میں جس طرح اسلام کی تعلیمات پر عمل کرنا ضروری ہوتا ہے اسی طرح اسلام کی تبلیغ بھی واجب ہوتی ہے۔ اور

تبلیغ کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ وہ کسی حد کی پابند نہیں۔

تبلیغ ایک دینی فریضہ اور مسلم ثقافت کا ایک اہم رکن ہے۔ حکومت پاکستان نے اس فرض کا احساس کرکے بجا طور پر ایک دینی تقاضا پورا کرنے کی سعیِ مشکور کی ہے۔ موجودہ حکومت ایک نمائندہ حکومت ہے جو عوامی رجحانات کا لحاظ رکھنے کو اپنا فرض سمجھتی ہے۔ حکومت نے اس فیصلے کے ذریعے پاکستان کے مسلم عوام کے دینی اور ثقافتی رجحانات کی ترجمانی کی ہے جس کے لئے وہ عنداللہ اور عندالناس ماجور ہوگی۔

عریانی اور فحاشی

ملک میں بڑھتی ہوئی عریانی اور فحاشی معاشرہ کے لئے ایک سنگین مسئلہ بنتی جا رہی ہے۔ جو لوگ ملکی اور قومی مسائل سے دلچسپی رکھتے ہیں انہیں یہ صورتِ حال دیکھ کر بجا طور پر تشویش ہونی چاہیئے۔ حکومت کو بھی اس امر کا احساس ہے۔ یوں تو کسی بھی معاشرہ میں عریانی اور فحاشی کا بڑھنا اور پھیلنا اچھی علامت نہیں۔ اس لئے کہ یہ اخلاقی انحطاط کی دلیل ہے اور جب کسی معاشرہ میں اخلاقی انحطاط عام ہو جائے تو وہ معاشرہ تباہی کے کنارے پہنچ جاتا ہے۔ لیکن پاکستان جیسے ملک میں جہاں اجتماعی معاملات مسلمانوں کے ہاتھ میں ہیں اور معاشرہ کو اسلامی خطوط پر استوار کرنے کی ذمہ داری ہر فرد قبول کر چکا ہے، عریانی اور فحاشی کا فروغ قہرِ الٰہی کو دعوت دینے کا سبب بن سکتا ہے۔ اس لئے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے اوامر و نواہی کی کھلی ہوئی خلاف ورزی ہے۔

عریانی اور فحاشی کی روز افزوں ترقی میں آج کل کے مؤثر ذرائع ابلاغ کا بڑا ہاتھ ہے۔ جو بڑی تیزی اور ہمہ گیری کے ساتھ باتوں کو پھیلانے کا کام کرتے ہیں۔ اخبار، ریڈیو، ٹیلیوژن کے ذریعے جو بات پہنچائی جائے وہ آناً فاناً ایک سرے سے دوسرے سرے تک پھیل جاتی ہے۔ یہ ادارے ارادی یا غیر ارادی طور پر ہماری نوجوان نسل کو بری طرح متاثر کر رہے ہیں۔ ان اداروں کو چاہیئے کہ نہ صرف یہ کہ عریانی اور فحاشی کی اشاعت سے احتراز کریں بلکہ لوگوں پر اس کی برائی واضح کرنے کی کوشش کریں۔ اور لوگوں کو اس کے نقصانات سے آگاہ کریں۔

عریانی اور فحاشی کے فروغ میں سینماؤں کا بھی حصہ ہے۔ گزشتہ چند برسوں میں جس کثرت سے

سینما گھر تعمیر ہوئے ہیں۔ اور فلم بینی کے شوق میں جس تیزی سے اضافہ ہوا ہے حیرت ہے اس شوق میں وقت اور پیسے کا جو زیاں ہے وہ تو الگ رہا عریانی اور فحاشی کے فروغ میں اس شغل کا جو حصہ ہے اسے عام لوگ نہ محسوس کریں مگر اہل نظر سے پوشیدہ نہیں۔ قطع نظر اس سے کہ سینما کا شوق بذاتِ خود کیسا ہے، فلموں میں جس قسم کے مناظر دکھائے جاتے ہیں ناممکن ہے کہ اس کے مضر اثرات مترتب نہ ہوں اور لوگوں کا اخلاق خاص کر خام فطرت نوجوانوں کا کردار خراب نہ ہو عریانی اور فحاشی کی روک تھام کے لئے ہمیں اپنے سینماؤں کی بھی اصلاح کرنی ہوگی۔

ہمارے ہاں عریانی اور فحاشی کے فروغ میں عورتوں، مردوں کے آزادانہ اختلاط کو بھی بڑا دخل ہے۔ بلکہ اگر غور سے دیکھا جائے تو عریانی اور فحاشی نام ہی ہے ان حدود سے تجاوز کا جو جنسی اعتبار سے ان دو مخالف صنفوں کے لئے کسی معاشرہ میں مقرر کر دی گئی ہوں۔ مسلمان ہونے کے ناطے ہمارے ہاں یہ حدود اتنی واضح ہیں کہ ان میں کسی بحث و نظر کی گنجائش نہیں۔ بات ساری ان حدود کے علم اور ان پر عمل کی ہے۔ ہمارے دین نے ہمیں کھول کھول کر بتا دیا ہے کہ محرم ہوں یا غیر محرم، مردوں اور عورتوں کو باہم ملنے جلنے میں کن قواعد و ضوابط کی پابندی کرنی چاہئے۔ اور اس کا مقصد فقط یہ ہے کہ معاشرہ میں عریانی، فحاشی اور بے حیائی کی جگہ حیا، شرم اور پاکیزگی کو فروغ ہو۔ جو لوگ ان حدود کو توڑتے ہیں وہ دُہرے جرم کا ارتکاب کرتے ہیں۔ ایک طرف وہ خدا کی نافرمانی کر کے گنہگار ہوتے ہیں۔ دوسری طرف بُری مثال قائم کر کے معاشرہ میں فساد پھیلانے کا باعث بنتے ہیں اور یہ بتلانے کی ضرورت نہیں کہ دوسرا جرم پہلے سے کہیں زیادہ سنگین ہے۔

دوسری برائیوں کی طرح عریانی اور فحاشی بھی تاریخ کے ہر دَور میں اور دُنیا کے ہر معاشرے میں پائی جاتی رہی ہے۔ لیکن دَورِ حاضر کے موجودہ معاشرہ میں جس سرعت سے اس کے پھیلاؤ میں اضافہ ہو رہا ہے ماضی میں اس کی مثال ملنی مشکل ہے۔ اس کی وجہ یہی ہو سکتی ہے کہ اب یہ بُرائی درونِ خانہ سے نکل کر کوچہ و بازار میں آ گئی ہے اور اس کے منظور شدہ ادارے قائم ہو گئے ہیں۔ مخلوط سوسائٹی نے اس کی نشو و فروغ میں نمایاں کردار ادا کیا ہے اور ابھی تو ابتدائے عشق ہے، مشرقی اقدار کو چھوڑ کر مغربی تہذیب کی نقالی میں ہم یوں ہی سرگرم رہے تو آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا۔ اسلام نے شدید ضرورت کے بغیر مردوں، عورتوں کے آزادانہ اختلاط کی ممانعت کے ساتھ عریانی و

فحاشی کی روک تھام کے لئے جو سب سے اہم کارروائی کی ہے وہ یہ ہے کہ اس نے عورت اور مرد کے دائرۂ کار کو الگ کردیا ہے۔ عام حالات میں عورت کو ربۃ البیت خاتون خانہ بن کر رہنا چاہیئے وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاھلیۃ الاولیٰ۔ (احزاب ۳۳) اسلام عورتوں کو گھروں میں ٹھہرنے کی تلقین کرتا ہے۔ بے حجابانہ نمود ونمائش کی ممانعت کرتا ہے۔ اور اسے جاہلیت اولیٰ قرار دیتا ہے۔ کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ آج کے مسلمان اسلام کو چھوڑ کر قدیم جاہلیت کو اپنانا چاہتے ہیں۔

عریانی اور فحاشی کے فروغ میں اعلیٰ سطح پر مخلوط تعلیم کے موجودہ نظام کو بھی بڑا دخل ہے جس میں طلبہ وطالبات کو بلا روک ٹوک باہم ملنے کے مواقع ملتے ہیں۔ نہیں معلوم ہمارے ملک میں اس روش کو برقرار رکھنے پر اصرار کیوں ہے جبکہ اس کے نتائج کسی طور بھی اچھے نہیں نکل رہے۔ کردار کی خامی، دینی اور اخلاقی تعلیم کی کمی کے باعث ہمارے تعلیمی ادارے عریانی اور فحاشی کی تربیت گاہ بنتے جا رہے ہیں۔ ملک سے عریانی اور فحاشی کے خاتمہ کے لئے ہمیں مخلوط تعلیم کے موجودہ سلسلے کی بھی اصلاح کرنی ہوگی۔ اس سسٹم نے کالجوں اور یونیورسٹیوں میں پروان چڑھنے والی نوجوان نسل کو بہت نقصان پہنچایا ہے۔ اور اس نسل کا بھٹک جانا عظیم قومی سانحہ ہوگا۔

عریانی اور فحاشی بُری چیز ہے۔ یہ بھی معلوم ہے کہ اس کے اسباب کیا ہیں اور اس کے مراکز کون سے ہیں۔ لیکن یہ سوال ہنوز جواب طلب ہے کہ اس کے انسداد کی عملی تدابیر کیا ہیں۔ میرا خیال ہے اگر ہم کچھ کرنے کے باب میں سنجیدہ ہوں تو اس سوال کا جواب کوئی مشکل نہیں۔ ہم بیک وقت وہ تمام تدابیر اختیار کرسکتے ہیں اور وہ تمام وسائل بروئے کار لاسکتے ہیں۔ اوامر و نواہی کی تنفیذ میں جن سے عموماً کام لیا جاتا ہے اور وہ کسے معلوم نہیں۔ وعظ و نصیحت ترغیب و ترہیب، تعلیم و تربیت، نشر و اشاعت سے لے کر تعزیر و تطہیر تک حسب ضرورت جملہ ذرائع کو کام میں لایا جاسکتا ہے۔ اور اگر بطور مہم کے ہمارے تمام انسدادی ادارے بیک وقت مل کر کوشش کریں تو دیکھئے دیکھئے کایا پلٹ سکتی ہے۔